

سلسلہ تیغ و سپر عریضی

هو الحق

ایمانی تم کو آزاد کرے گی قول المسیح

رسالة ع

مسیحیت و سائنس

مصنفہ

یاد رہی برکت اللہ اہم اے مبلغ مسیحیت

جس میں مسیحیت و سائنس کے معرکوں کے تاریخی کرکے

بعد میں ثابت کیا گیا ہے کہ ان دونوں میں فی الحقیقت

مغاشرت اور منافع مشترک ہیں

کرپین نارنلج سوسائٹی

انارکلی لاہور

بپو پبلشنگ

کایہ نظریہ تسلیم کیے

ہمارے دنیا نظام

کے گرد تمام آسمانی

ریق ثبت تھی۔ اور کسی عالم کو یہ

نہیں تھی کہ ان مروجہ علوم سے

بال بھر بھی تجاوز کرے یا ان کا انکار

مقدم

تمام حمد و ثنا آسمانی باپ کو سزاوار ہے۔ جس کی ذات محبت ہے اور جس نے اپنی لازوال اور ابدی محبت کو ہم عاصیوں پر ظاہر کرنے کے لئے اپنے ابن کو بھیجا جو خاتم المرسلین شفیع المذنبین اور منجی العالمین ہو کر اس دنیا میں آیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے۔ ابدی زندگی پائے۔

ناظرین کرام پر مخفی نہیں کہ علم کی روشنی کے پھیلنے سے سائنس نے ہمارے
ہموطنوں پر قدرت کے چند راز منکشف کئے ہیں اور اب بعض اطراف سے
یہ صدا آتی ہو گئی ہے کہ کتاب مقدس اور سائنس کے نتائج میں
مناقضت اور مغایرت ہے۔ یہ آواز انہی اصحاب کے منہ سے سنائی دیتی
ہے۔ جو کتاب مقدس اور سائنس دونوں سے گہری واقفیت نہیں رکھتے اور
بمصدقہ ایمان خود تذبذب میں پڑ جاتے ہیں۔ اور دوسروں
کو بھی گرداب ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ پس خاکسار نے ان حالات کو مد نظر
رکھ کر اس رسالہ کو تحریر کیا ہے اور ہر چند میں اس موضوع پر قلم اٹھانے کا اہل
نہیں ہوں لیکن جب دیکھتا ہوں کہ قابل اصحاب بوجہ چند در چند جن میں علم
واقفیت زبان ایک ہے اس سے احتراز کرتے ہیں۔ تو مجبور ہو کر میں نے اس
کام کو اپنے ذمہ لیا ہے۔

۱. رکت اللہ

پنجاب پرنس و باک سوامی

انارکلی - لاہور - سو فی حاشے۔

باب اول

نزاع مسیحیت و سائینس

فصل اول تصام

قرون وسطیٰ دستِ تاشہ میں کرے یا کسی علم کی نئی شاخ کی تفتیش میں لگے۔ یا کسی نئے خیال کا موجد یا مقلد ہو۔ جس کسی شخص نے ایسا کیا۔ اُس کی آفت آگئی۔ ایسے شخص کو ہزاروں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور بالعموم اس کو حق اور علم کی خاطر اپنی جان قربان کرنی پڑتی تھی۔

(۱)

جناب پوپ صاحب نے جامع علوم اور منزرہ عن الخطا ہونے کی حیثیت سے یہ نادری حکم صادر فرمایا تھا کہ مسیحیت کے پیام کے لئے ہیئتِ داں ٹولومی (بطلموس) کا یہ نظریہ تسلیم کیا جانا ضروری ہے کہ ہمارے دنیا نظامِ عالم کا مرکز ہے جس کے گرد تمام آسمانی اجسام گردش کرتے

قرون وسطیٰ دستِ تاشہ میں کرے یا کسی علم کی نئی شاخ کی تفتیش میں لگے۔ یا کسی نئے خیال کا موجد یا مقلد ہو۔ جس کسی شخص نے ایسا کیا۔ اُس کی آفت آگئی۔ ایسے شخص کو ہزاروں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور بالعموم اس کو حق اور علم کی خاطر اپنی جان قربان کرنی پڑتی تھی۔

گروں فرار شاہنشاہ تسلیم کرتے تھے پوپ صاحبان اپنے آپ کو جامع علوم دینی و دنیوی خیال کرتے تھے۔ اور ہر قسم کی غلطی سے مبرا جانتے تھے۔ پس مغرب میں ہی علوم رائج تھے جن پر جناب پوپ صاحب کی ہر تصدیق ثبت تھی۔ اور کسی عالم کو یہ جرات نہیں تھی کہ ان مروجہ علوم سے بال بھر بھی تجاوز کرے یا ان کا انکار

رہے کو یہ سہارے اچھا مکان بنایا
 کیا دودھ دینے والی کاٹیں بنائی تھیں
 چڑھنے کو میرے گھوڑا کیا خوش غل بنایا
 رحمت سے تیری کیا کیا ہیں نعمتیں میری
 ان نعمتوں کا مجھ کو کیا فدا بنایا
 جناب پوپ صاحب نے بد قسمتی سے
 ہیئت دان ٹولومی (بطلمیوس) کے نظریہ کو
 مسیحیت کا جزو قرار دے دیا۔ لیکن باوجود
 پوپ صاحب کے غیظ و غضب کے چند
 ایک ہیئت دان ایسے پیدا ہوئے جنہوں نے
 اس نظریہ کو پہلے درپردہ اور بعد میں علانیہ
 رد کر دیا۔ اس میں کوپرنیکس نے نئے اور
 موجودہ علم ہیئت کی بنیاد ڈالی اور ٹولومی
 کے نظریہ کی دھجیاں اڑا دیں۔ لیکن پوپ صاحب
 کے ماتحتوں نے اس غریب کی زندگی تلخ کر
 دی اور حق اور علم کی خاطر اس کو اپنی جان
 کے لئے پڑ گئے۔ اس کے شاگرد چھپتے پھرتے
 تھے تاکہ پوپ صاحب کا غضب ان پر
 اور ان کے لواحقین پر نازل نہ ہو چنانچہ

Copernicus

ہیں۔ خلقت کا مقصد مدعا اور علت غائی
 ہماری دنیا ہی ہے۔ اور خالق نے اس دنیا
 اور مافیہا کو انسان کی خاطر پیدا کیا۔ مثلاً
 آفتاب کو خدا نے اس واسطے پیدا کیا کہ دن
 کے وقت انسان کو روشنی دے اور ہاتھ
 کو اس واسطے پیدا کیا کہ رات کی تاریکی کو ہمارے
 لئے دور کرے۔ الغرض خلقت کی علت غائی
 یہی تھی کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے پیدا
 ہو۔ اور اس کی خاطر نظام عالم کو پیدا کیا گیا۔
 یہ نظریہ وہی ہے۔ جس کو ان دنوں
 میں بھی عوام الناس مانتے ہیں اور اپنے
 عقاید کو اس پر مبنی کرتے ہیں۔ ہمارے
 طالب علمی کے زمانہ میں ہمارے استاد
 ہم کو ایک نظم زبانی یاد کرواتے تھے جس
 میں یہی نظریہ تھا۔ اس کے چند اشعار
 یاد ہیں۔

تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا
 کیسی زمیں بنائی کیا آسماں بنایا
 سورج سے ہم نے پانی گرمی بھی روشنی بھی
 کیا خوب چشمہ تو نے لے مہاں بنایا
 سورج بنا کے تو نے رونق جہاں کو بخشی

گلیلیو نے اگست ۱۵۹۴ء میں کپلر کو لکھا
 ”یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ طالبانِ حق کی تعداد
 بہت کم ہے۔ بہت سال ہوئے میں کوپرنیکس
 کے خیالات کو اختیار کیا۔ ۰۰۰ میں نے چند
 کتب بھی تحریر کی ہیں لیکن جب مجھے اپنے
 استاد کوپرنیکس کی قسمت یاد آتی ہے
 تو ان کو ظاہر کرنے کی جرات نہیں پڑتی اس
 میں کچھ شک نہیں کہ چند علما کے حلقہ میں
 اس کو غیر فانی شہرت حاصل ہو گئی ہے لیکن
 عوام میں رجن میں بے وقوفوں کی ایک بڑی
 تعداد ہے، اس کی تضحیک اور منہی ہوئی
 رہی۔ اس خطا کے لکھنے کے تیرہ سال بعد
 جب اس نے علانیہ ان خیالات کو ظاہر کیا
 تو اس کی ایذا رسانی شروع ہوئی۔ پرانے
 نظریہ کے مقلدین نے اسکی دور بین میں سے
 دیکھنے سے بھی انکار کر دیا کہ مبادا ان کے
 خیالات میں بھی تبدیلی آجائے۔ گلیلیو نے
 کیا اچھا کہا کہ اگر ستارے خود آسمان سے
 اتر کر شہادت دیں تو بھی اس کے

میلنگھام

Kepler

مخالفین ہرگز ان کا یقین نہ کریں گے۔ پتہ
 صاحب نے اس کی کتب کو فہرست کتب
 ممنوعہ میں شامل کر دیا۔ ”انکوئزیشن“ یعنی
 محکمہ احتساب عقائد نے گلیلیو کو پکڑ لیا
 اور اس پر اس دینی عدالت نے یہ الزام لگایا
 کہ اس نے آفتاب کے گرد زمین کے گھومنے
 کا دعویٰ کیا ہے جو کتب مقدسہ کی تعلیم
 کے سراسر خلاف ہے۔ اس مقدس عدالت
 کے صدر نشین نے یہ فیصلہ صادر کیا کہ ملزم
 نے جرم الحاد و زندقہ کے مرتکب ہو نیسے
 اپنے آپ کو اس جرم کی تعزیرات کا مستحق
 قرار دیا ہے۔ اگرچہ یہ امر پایہ ثبوت کو
 نہیں پہنچا لیکن کہا جاتا ہے کہ اس کو
 شکنجہ میں بند کر کے ایذا دی گئی۔ بہر حال
 اس کو اتنا تنگ کیا گیا کہ اس غریب کو
 بالآخر ۱۶۳۳ء میں اپنے زانوؤں پر گر کر
 اپنے خیالات کو ان الفاظ میں ترک کرنا
 پڑا۔ میں گلیلیو اس غلط نظریہ کو ترک
 کرتا ہوں کہ آفتاب اس عالم کا مرکز ہے

اور وہ غیر محرک ہے اور کہ ہماری زمین

نظامِ عالم کا مرکز نہیں اور محرک ہے

اس الزام کی پاداش میں کہ وہ لمحہ ہی نہیں
بلکہ اس الملاحظہ ہے۔ دینی عدالت کے
قید خانے میں ڈالا گیا۔ سب سے بڑا الزام
اس پر یہ تھا کہ وہ تعدادِ عوالم جیسے ناپاک
مسئلہ کا قائل ہے جو کُتب مقدسہ سے
تناقض کلی رکھتا ہے۔ دو سال قید کاٹنے
کے بعد وہ عدالت کے روبرو حاضر کیا گیا
اور مقدمہ کی سماعت کے بعد اس "مقدس"
دینی عدالت نے اس سفارش کیساتھ اُسے
دنیوی حکام کے سپرد کر دیا کہ اسے نہایت
نرمی سے سزا دی جائے اور یہ خیال رکھا
جائے کہ اس کے خون کا ایک قطرہ بھی گرنے
نہ پائے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اسکو آگ
میں ڈال کر جلادیا جائے۔ یہ سزا جس کے خیال
سے ہی بدن کا نپ اٹھتا ہے پویشا ہی کے
نزدیک نرم تھی۔ اگر آگ میں جلادینا نرم
سزا تھی۔ تو ان اشخاص کا کیا حال ہونا ہوگا
جن کے ساتھ سختی کی جاتی تھی اور تعجب تو یہ
ہے کہ ایسی سزائیں اس شخص کے تابعین دیتے
تھے۔ جو اپنے آپ کو اس پاک ہستی کا جانشین
کہتا تھا۔ جس نے اپنے مذہب کی بنیاد

اور اس کو حلفیہ وعدہ کرنا پڑا کہ "آئندہ
وہ اپنی تقریر و تحریر میں کوئی ایسی بات
نہیں کرے گا جس سے یہ تعلیم مستنہط ہو
سکے اور اگر اسکو کوئی بدعتی شخص یا ایسا
شخص ملے جس پر بدعت کا شک بھی کیا
جاسکے تو وہ اس کی اطلاع دے گا۔"
آخری عمر اس نے تنگ افلاس میں گائی
اور بالآخر اندھا بھی ہو گیا۔ جب اس
کا انتقال ہوا تو اسکی لاش تک مسیحی
قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا گیا اصول
حرکت زمین کے انکار کر نیکے بعد بھی پوپ
صاحب کے ماتحتوں نے اس پر ہمیشہ اپنی
نظر عنایت رکھی لیکن اس نے اپنی کتاب
ملک ٹالینڈ میں چھپوانے کو بھیج دی اور
یہ کتاب موجودہ سائینس کی بنیاد ثابت ہوئی
اسی طرح جناب پوپ صاحب کے ماتحتوں
نے حکیم برٹون کو ایذا دی۔ اور وہ پوپ
شاہی کے ماتحتوں ملک بہ ملک اور در بدر
مارا پھرتا رہا۔ بالآخر زندہ میں پکڑا گیا اور
نئے خیالات اور نئی سائینس کی وجہ سے
e Bruno.

محبت کے اصول پر رکھی ہے۔

پرانے نظریہ کے مطابق خدا نے تمام نظام شمسی ہماری دنیا کی خاطر اور دنیا اور یافیا کو انسان کی خاطر خلق کیا تھا۔ پس نظام عالم کامرکز دنیا اور دنیا کامرکز انسان ہوا۔ نئے علم ہیئت کے مطابق ہماری زمین صرف ایک چھوٹا ستارہ ہے جو دیگر بڑے سیاروں کی طرح آفتاب کے گرد چکر لگاتا ہے۔ آفتاب کے متعلق نظام شمسی ہے جس کا رشتہ سہارے آفتاب کے ساتھ ہے جو بجائے خود محض ایک ستارہ ہے اور ایک ایک کے قریب چھوٹے اور بڑے ستاروں میں سے ایک ہے۔ اگر ہم اس آفتاب کا دوسرے ستاروں کے حجم کے ساتھ مقابلہ کریں تو وہ صغیر ترین ستاروں میں سے نکلتا ہے پچھلی تین صدیوں میں علم ہیئت نے ایسی حیرت انگیز ترقی کی ہے کہ جہاں آگے صرف ہماری دنیا ہی عالم موجودات سمجھی جاتی تھی اب عالم موجودات کی حدود وہم و گمان اذخاں میں بھی نہیں بندھ سکتیں۔ ان ان گنت دنیاؤں کی پہنائی کا اندازہ کرتے ہوئے دماغ

دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اور ہم مزمور نویس کے ہم آواز ہو کر نظام عالم کو وسیع پیمانہ پر محسوس کر کے کہہ سکتے ہیں ”جب میں تیرے آسمانوں پر جو تیری دستکاریاں ہیں۔ دھیان کرتا ہوں اور چاند اور ستاروں پر جو تو نے بنائے تو انسان کیا ہے کہ تو اس کی یاد کرے اور آدمزاد کیا کہ تو اس کی خبر لے“ (زبور ۸: ۳۳-۳۴)

آج کل اس نئی تعلیم کو پانچویں جماعت کا لڑکا بھی مانتا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں سوائے چند ذی علم اعلیٰ کے کوئی بھی اس کو نہ مانتا تھا۔ جناب پوپ صاحب نے اس کو جو ر و ظلم اور استبداد کے ذریعہ مٹانا چاہا۔ کیونکہ آزادی خیالات پوپ شاہی کے لئے ستم قاتل کا اثر رکھتی تھی۔ سوٹھویں صدی کے دیگر مذہبی پیشواؤں اور مصالحن نے بھی اس کو مسیحیت کے متناقض اور منافی قرار دیکر رد کر دیا مسیحی بزرگان دین بھی اس غلط عقیدے کے قائل تھے کہ یہودی کتب مقدسہ جملہ علوم و فنون کی مخزن ہیں۔ لہذا انہوں نے روایت کو درایت پر ترجیح دی۔ پوپ صلیب کے مقلدان نئے ہیئت دانوں کو کہتے تھے کہ

اب ابتدائی سکولوں کے طلباء بھی اس کو مانتے
 ہیں۔ حق و باطل کی جنگ میں حق بالآخر فلاح
 ہوتا ہے۔ علم ہیئت جیت گیا لیکن پوپ
 صاحب نے اس کی کتب کو ۱۸۳۵ء تک اپنی
 فہرست کتب ممنوعہ میں رکھا۔

(۲)

مذہب اور سائنس میں پھر دوسری
 دفعہ اٹھارہویں صدی میں سخت جنگ چھڑی
 پہلی دفعہ میدان جنگ علم ہیئت تھا اور
 سوال زیر بحث یہ تھا کہ آیا مکان کی قیود
 ایسی ہی سخت ہیں جیسی رومی کلیسیا اور
 ٹو لومی (بطلمیوس) کے مقلد بتاتے تھے اس
 جنگ میں علم ہیئت جیت گیا اور مکان کی
 قیود کو توڑ کر اس کی حدود کو اب اتنا وسیع
 کر دیا گیا کہ اس کی حدود تک اب تو تخیل
 بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اب کی دفعہ میدان جنگ
 علم طبقات الارض بنا اور سوال زیر بحث
 یہ ہوا کہ زمان کی قیود کیا ہیں۔ اٹھارہویں
 صدی تک یہ خیال رائج تھا کہ دنیا کی خلقت

Luther & Calvin

Sir Isaac Newton

تمہاری تعلیم کلیسیائی تعلیم کے منافی ہے
 مصلحین ان کو کہتے تھے کہ تمہاری تعلیم پاپ
 مقدس کے خلاف ہے۔ مثلاً ٹو کھر کو پرنیکس
 کی نسبت کہتا ہے کہ وہ بے وقوف ہے جو
 ”کل کاسیت دان“ ہے اور جو اپنے خیالات
 کو مقدس کتابوں سے زیادہ مستند خیال
 کرتا ہے۔ کیلون نے تو اپنے زعم میں اس
 جھگڑے کو ہی یہ کہہ کر ختم کر دیا کہ کس شخص
 کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ کو پرنیکس کی سند
 کو روح القدس سے بہتر جانے۔

لیکن پوپ صاحب کے اقتدار تعدی اور
 مصلحین اور دیگر مذہبی پیشواؤں کی مخالفت
 کے باوجود علم ہیئت کی نئی تعلیم چڑھ چکی تھی
 ۱۸۳۲ء میں گلیلیو کو قید اور اذیت کے سبب
 یہ کہنا پڑا تھا میں گلیلیو جو اب اپنے متردین
 سال میں ہوں۔۔۔۔ زمین کی حرکت
 کی بدعت اور غلطی کو ترک کرتا ہوں اس سے
 نفرت کرتا ہوں اور ایسی تعلیم پر لعنت بھیجتا ہوں
 ”پچاس سال کے اندر اندر نیوٹن نے قوانین
 کشش ثقل کو دریافت کر کے علم ہیئت
 کی بنیاد ایک مضبوط چٹان پر رکھ دی۔ اور

کوچہ سات ہزار سال ہوئے ہیں۔ یہ ایک نا
یہودی خیال تھا لیکن مسیحیوں نے اس کو بھی
مسیحیت کا جزو بنالیا تھا۔ چنانچہ پوپ پیرس
ہشتم نے ۱۲۸۴ء میں جامع علوم اور منزہ
عن الخطا ہونے کی حیثیت سے یہ فتویٰ دیا
کہ انسان خداوند مسیح سے پانچ ہزار ایک
سویں سالوں سے قبل پیدا کیا گیا تھا۔
اسقف اعظم اسٹراسبورگ نے عہد عتیق کے
اعداد کو جمع کر کے یہ فتویٰ دیا کہ دنیا نیست
سے ہست کی گئی تھی اور خداوند مسیح سے
قبل چار ہزار چار سال یہ دنیا خلق ہوئی
ڈاکٹر جان لائٹ فٹ نے (جو کیرج یونیورسٹی
کے وائس چانسلر تھے) اعداد کو جمع کر کے یہ
نتیجہ اخذ کیا کہ یہ نظام عالم خداوند مسیح سے
قبل چار ہزار چار سال ماہ اکتوبر میں خلق
کیا گیا اور آدم کو اسی ماہ اکتوبر کی ۲۳ تاریخ
کو صبح کے ۹ بجے خدا نے پیدا کیا۔ جون
علم طبقات الارض ترقی کرتا گیا یہ امر واضح
ہو گیا کہ کتاب پیدائش میں خلقت کا بیان

غلط ہے۔ اور زمین کو بنے لکھو کہا سال
ہو گئے ہیں۔ اس طرح زمان کی قیود کو بھی
اڑا دیا گیا اور اب معلوم ہوا کہ نظام عالم
کی عمر میں چھ سات ہزار سال ایسے ہی ہیں
جیسے گھڑی کی ایک ٹک۔ ہماری زمین کے
بننے میں ہی لکھو کہا سال لگ گئے ہیں اور جب
ہم کو علم ہیئت بتاتا ہے کہ ہماری زمین
ہمارے آفتاب سے تیرہ لاکھ گنا چھوٹی ہے
اور ہمارا آفتاب عالم کے صغیر ترین ستاروں
میں سے ہے تو اب ہم اندازہ لگا سکتے ہیں
کہ جب ہماری دنیا کے بننے میں لکھو کہا سال
لگ گئے تو باقی نظام عالم کی عمر کیا ہوگی اس
طرح زمان کی حدود و گمان اور وہم سے
بھی پرے چلی جاتی ہیں اور ہماری قوت
متخیلہ زمان کی حدود کو پہنچنے میں ناکام
رہتی ہے۔

اٹھارہویں صدی کے درمیان فرانسیسی
عالم بقون نے ان خیالات کو ایک کتاب کی صورت
میں شائع کیا لیکن سار بون کے کیتھولک علما

Buffon

Catholic Theological
Faculty of the Sorbonne

Urban VIII & Ussher

John Lightfoot

نے اس پر یہاں تک چیر کیا کہ اس نے ان سب خیالات کو ترک کرنے کا اقرار کیا جو موسیٰ کے بیان کے مخالف ہوں اصلاح یافتہ فرقوں کے مذہبی پیشواؤں نے بھی اس جدید سائنس کی سخت مخالفت کی کیونکہ اس طرح پر ہم چار یا پانچ ہزار سال کی تلیل مدت سے قرون اور جگہوں کی بے جا بحث جاتے ہیں لیکن ایک طرف تو بعض یہودی دیات تھیں اور بالمقابل عقل پر اباندھے تھے حتیٰ و باطل کی جنگ میں علم طبقات الارض کو فتح حاصل ہوئی لیکن اس بحث میں فریقین نے غیر معمولی اعتدال سے کام لیا اور جس معاندانہ اور متعصبانہ طور پر علم ہیئت کی مخالفت کی گئی تھی علم طبقات الارض کو اس سے سابقہ نہ پڑا۔

(۱۲)

مذہب اور سائنس میں تیسری بار ۱۸۹۹ء میں جنگ چھڑی۔ یہ جنگ نہایت خوفناک اور پہلی لڑائیوں سے زیادہ زبردست اور وسیع پیمانہ پر ہوئی اس سال ڈارون نے ایک کتاب *Origin of Species* لکھی۔

کے انواع کی خوارق عادت و خلقت اور انسان کی عجیبی ذی خلقت کے خیال کو ہر روش و باغ انسان کی عقل سے جھکا دیا اور ثابت کر دیا کہ انواع کی ابتدائے حالات اگر دو پیش کے تاثرات پر موقوف ہے یعنی ذی حیات موجودات ماحول کے بدلنے کی وجہ سے خود تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور یہ تبدیلی ماحول میں موثر ہو کر اس ماحول کو بھی بدل دیتی ہے۔ جب اس تاثیر و تاثر کے باعث موجودات اور ان کے ماحول آپس میں غیر موافق ہو جاتے ہیں تو باذی حیات اشیا جہت للبقا کے اصول کے موافق فنا ہو جاتی ہیں یا اپنی کل طاقتوں کا استعمال کر کے اپنے ماحول سے مطابق ہو جاتی ہیں۔ اس دنیا میں مختلف انواع کے افراد کو زندہ رہنے کے لئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اور اس جدوجہد میں دیگر افراد کے ساتھ دھینگا مٹھتی کرنی پڑتی ہے جو افراد اس جدوجہد میں ناکام رہتے ہیں وہ مر جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ ان کی نوع مٹ جاتی ہے لیکن جو افراد اس میں کامیاب ہوتے ہیں وہ زندہ رہتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ بقائے اصلاح کی نوع قائم ہو کر خود دوسری شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ایہیوں مختلف انواع ایک دوسرے کے ساتھ بغیر منقطع طور پر وابستہ ہیں اور ایہ اصول سے انسان بھی بوزنہ کی نوع سے منسلک ہستی پر نمودار ہوا۔

ڈارون کے مسئلہ ارتقاء نے دنیا کی کلیا پلٹ دی۔ حکمتی طریق استقرار سے اس نے اپنے نظریہ کو ثابت کیا۔ اور اپنے خیالات کو ۱۸۵۹ء میں ایک کتاب کی صورت میں دنیا پر بکرا کیا۔ اس کتاب کی تمام جلدیں اشاعت کے دن ہی ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں۔ اور اس نے مذہب ہی دنیا میں ایسی ہلچل مچا دی کہ آلمان۔ لوگوں کے اعتقاد جو بنیاد سے ہل گئے۔ باوریاں مذہب نے اپنا پر اجماع کیا۔ اور اس جدید تحقیق کی مخالفت پر مکرر باندھی۔ پوپ پائیس انہم نے جامع علوم اور منہ عن الخطا ہونے کی حیثیت سے اس کو رد کیا اور فتویٰ دیا کہ یہ تعلیم تواریخ کے اور کل بنی نوع انسان کی روایا کے اور خود سائنس کے اور کواٹھس کے اور عقل کے منافی ہے اسقف ولبر فورس

نے افسوس ڈھونڈا اور ن پر سخت حملات
کئے۔ ڈاکٹر کسی جیسے عالم نے بھی یہی مش
اختیار کی اور کہا "خیر ذی عقل حیوان کا
ذی عقل انسان بن جانا اور ایک نفرت انگیز
شے سے ایک ایسے وجود کا صفحہ ہستی پر آنا جو
خدا کی صورت پر بنا ہوا ایک مضحکہ خیز نظریہ ہے
جب کے ثبوت میں شہادت کا نشان تک نہیں
ملتا اور نہ ہی ایسے کو نظریہ کا سائنس کے
ساتھ تعلق ہو سکتا ہے۔" ڈارون نے اس کے
جواب میں لکھا "ڈاکٹر کسی کے جملہ سے مسئلہ
ارتقا پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور نہ ہی
وہ اس کی ترقی اور مقبولیت میں سد راہ
ہو سکتا ہے جس طرح علم الارض پر پچاس
سال ہوئے مادیان دین نے سخت حملے
کئے تھے اور جسطرح کیتھلک کلیسیا نے
گلیلیو پر حملے کئے تھے لیکن وہ سائنس
کے نتائج کی مقبولیت میں سد راہ نہیں
ہوئے تھے عوام الناس سائنس کے
معاملات میں صرف سائنس دانوں پر ہی
اعتماد کر سکتے ہیں بالخصوص جب وہ کسی
ایک بات پر متفق رہے ہوں۔ لازم تو یہ

اب اس مسئلہ ارتقا کی روشنی میں ہم کو یہ سبق
کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ مسیحی ایمان اس سے
پیشتر چند غلطیوں اور توہمات میں پھنسا تھا
لیکن مسئلہ ارتقا نے ہمارے ایمان کو ان
توہمات اور مغالطات سے آزاد کر دیا ہے
کیا خداوند مسیح نے خود ہمیں فرمایا کہ مسیحی
تم کو آزاد کرے گی بلکہ

(۴)

بعض دور اندیش مادیان مذہب نے جب
دیکھا کہ جدید سائنس کے نتائج عقل اور شہادت
پر مبنی ہیں اور ان کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں
تو انہوں نے یہ امید ظاہر کی کہ سائنس اور حقیقت
الہامی آپس میں بظاہر مفاد میں اور کہ اس
مفاد اور منافقت کی شناسائی تاویل ہو
سکتی ہے۔ پس انہوں نے کتاب مقدس اور
اكتشافات سائنس میں مطابقت دکھانے
کی کوشش کی۔ پس کتاب مقدس اور علم
ہیت۔ علم طبقات الارض علم الحیات اور
دیگر علوم میں اس طور پر مطابقت دکھائی
کہ آیات شریفہ کو ادھر ادھر سے اپنے سیاق
و سباق سے علیحدہ کر کے جمع کیا اور ان کو

مرور کر دیا کہ ایسے معنی ان چسپان کئے
جو ان آیات کے لکھنے والوں کے خواب
خیال میں بھی کبھی نہ آئے تھے۔ ان آیات
کی تاویلات کے ذریعہ سائنس اور
کتاب مقدس میں مطابقت ظاہر کرنے
کی کوشش کی گئی آیات عہد عتیق سے
علم تاریخ علم جغرافیہ علم ہیئت علم
طبقات الارض۔ علم الانسان علم ایضاً
وغیرہ ایسے ایسے خیالی نکات کا استخراج
کیا کہ ہم ان کی رائگاں اور بے سود کوشش
کی داد دیے بغیر نہیں دے سکتے۔ اگر ہم تو لغت
اور مطابقت پیدا کرنے کی کوششوں
کا معائنہ کریں تو ہم پر یہ ظاہر ہو جاتا
ہے کہ ان اصحاب کی نیت تو نیک تھی
لیکن وہ سائنس کی معلومات سے غری
تھے۔ مرحوم اکبر الہ آبادی کا شعر ان
پر صادق آتا ہے۔
کچھ رنگ نہیں کہ حشر و عظم ہیں خوب شخص
یہ اور بات ہے کہ ذرا بے قوت ہیں۔
اہل سائنس نے بغیر کسی تکلیف کے
ثابت کر دیا کہ یہ پادروں کی تاویلات سبھی

باطل ہیں۔ توافق و مطابقت ثابت کرنیکی
کو شمشول کو شکست قاش نصیب
ہوئی۔ چونکہ حق باطل کی جنگ میں حق کی
ہمیشہ فتح ہوتی ہے اس سے ثابت ہو
گیا کہ مطابقت میں کی کوشش حق
بجانب نہیں بلکہ باطل تھی۔

فصل دوم

تنقید اصول سائنس

(۱)

سائنس نے جب مذہب کو متواتر
شکستیں دیں اور ہر صدی میں اور ہر
کارزار میں اس کو فتح پر فتح نصیب ہوئی
تو اس کا دیگر فاتحوں کی طرح دماغ پھیر گیا اور
”ہیچو ما دیگرے نیست“ کا جیٹا اس کے
سر میں سما گیا۔ اب اس نے اپنے دعاوی
بڑھانے شروع کئے اور میدان صاف پا
کر نظام عالم کی ہر شاخ قبضہ جمالیاد
کل جہان کو اور علم کی تمام شاخوں کو
قوانین قدرت کے ماتحت کر دیا۔ اور محض

قوانین قدرت کے ذریعہ عالم اور نظام عالم
کے مخفی رازوں کو جاننا چاہا۔ اصول وحد
فطرت اور کلیہ تعلقی علت معلول
کے ذریعہ اس نے انیسویں صدی کے آخر
میں تمام ”اشیا“ کی حقیقت سے وقف
ہونا چاہا اور ”اشیا“ کی فہرست میں ہر ایک
معلوم شے کو داخل کر لیا۔ یعنی آفتاب پانی
ستارہ پہاڑ دریا میدان رسمہ نباتات
حیوانات۔ انسان اقوام۔ لغت تاریخ
فلسفہ۔ نفسیات۔ اقتصادیات۔ خدا۔
مذہب۔ تمدن عقل غیرہ وغیرہ تمام
عالم خالق عالم اور نظام عالم کو ان قوانین
کے ذریعہ سمجھنا چاہا۔ خدا کو سائنس کی
فرعونیت نے ”نامعلوم خدا“ بنا کے پائے
طاق رکھ دیا اور اس کی جگہ قوانین قدرت
نے غضب کر لی جو اطلاق کا سر سے
انکار کر کے روح اور روحانی عالم کا
اور حیات بعد از ممات کا انکار کر دیا اور
دعوے کیا کہ عالم امکان خود بخود قوانین
قدرت کے ذریعہ ہست ہوا ہے۔ جس کی
ہستی میں کوئی علت غائی نہیں ہے۔

مادی ذات کے عمل سے تمام اشیا ظہور پذیر
ہوتی ہیں۔ روح کوئی شے نہیں بلکہ لطیف مادہ
کا نام ہی روح ہے۔ اور یوں نفسیات کو
طبیعیات میں تبدیل کر دیا۔ اس طرح مادہ
الحاد اور تجربیت نے مذہب کو اور جن امور کا
اس سے تعلق ہے۔ یعنی خدا اور روح کو محض
تحکم کی وجہ سے صفحہ ہستی سے خارج کر کے
توہمات کے زمرہ میں داخل کر دیا لیکن حق و
باطل کی جنگ میں حق ہی فاتح ہوتا ہے
اس دفعہ فرعون مزاج سائنس کو زبردست
شکست نصیب دینی اور چٹائی نے ہم کو اس
کے باطل دعاوی کے پھندوں سے آزاد کر دیا
ہے۔ اکبر جرم کیا خوب فرما گئے ہیں
نہیں سائنس واقف کار دیں سے
خدا باہر ہے حد دریں سے

(۲)

۱ Ernst Mach.
۲ Karl Pearson.
۳ J. Ward ۴ Poincare
۵ Bouteuse.
۶ Bergson

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں
صدی کے شروع میں جب اہل نظر نے سائنس
کی بنیادوں پر اور اس کے فرعون صفت دعاوی
پر غور کیا تو مذکورہ بالا افراط تفریط اور مبالغہ آمیزی
سے دنیا نے نجات پائی۔ پروفیسر ارنسٹ مایک

دیگر نے سائنس کے اس پہلو پر زور دیا کہ ثابت کر دیا ہے کہ عالم امکان کی حقیقت اور نہ تک پہنچنے سے سائنس قاصر ہے۔ اس تنقید کی روشنی میں اب ہم جان سکتے ہیں کہ عالم کو سمجھنے کے لیے کس طرح اور کس قدر مدد ہم کو سائنس دے سکتی ہے سائنس کی تحقیقات اور اس کے نتائج صرف عالم صورت کے مشاہدات اور تجربات کا صحیح بیان اور تفصیل ہیں۔ لیکن ان سے زیادہ سائنس ہم کو کچھ نہیں بتا سکتی۔ وہ ہم کو ان اشیاء کی نسبت جن کا تعلق مشاہدہ اور تجربہ سے نہیں کچھ نہیں بتا سکتی اور نہ ہی عالم صورت کے علاوہ کسی موضوع پر بحث کر سکتی ہے اور عالم صورت کی نسبت بھی ہمیں صرف نہایت سطحی طور پر خبر دے سکتی ہے اور اگر کوئی شخص سائنس کے اس سطحی طریقہ سے عالم امکان کی تشریح کرنا چاہتا ہے تو وہ صرف تحکم اور ادعا سے کام لیتا ہے اس کی باتیں اہل الرائے کے نزدیک ایک مجذوب کی بڑے زیادہ وقعت نہیں تھیں

انیسویں صدی میں سائنس دانوں کو تشریح کی تھی کہ مادہ کے ذریعہ عالم امکان کی تشریح بالتفصیل کر دیں۔ لیکن اب علم طبیعیات کی جدید انکشافات نے ہی اس نظریہ کا خاتمہ کر دیا ہے۔

ہر کس از دست غیر مے نالد
سعدی از دست خویش تن فریاد

اب نظریہ سالمات کی عمارت جس کو انیسویں صدی کے آخر میں بڑی جانفشانی سے سائنس دانوں نے مادیت پر قائم کیا تھا جدید تحقیقات کے زلزلے نے گرا دی ہے اور وہ سب محنت لنگاں ثابت ہوئی۔ اب پروفیسر ٹیٹ جیسے ماہر سائنس فرماتے ہیں "ہم نہیں جانتے کہ مادہ کیا ہے۔ اور غالباً اس کی مابیت کو کبھی نہیں جان سکیں گے"۔ مسٹر بالفور بھی فرماتے ہیں "اب ہم مادیت پر اعتقاد نہیں رکھ سکتے کیونکہ ہم مادہ کو بہتر طور پر پہچانتے ہیں پس مادیت کے سجدہ گاہ کا سب سے بڑا اور مضبوط ستون گر پڑا ہے اور باقی ستون بھی رو بہ زمین ہیں۔

Jain & A. J. Bae
four's Gifford Lectures

قوانین بقائے قوت و بقائے مقدار مادہ ہیں: علم الارض کے مطالعہ سے میں خدا کی ہستی کا قائل ہو گیا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ مادیت علم الارض کے حیرت انگیز عجائبات کی تشریح کرنے سے عاجز ہے، وہی سائنس جو چند سال پیشتر مذہب کی علانیہ دشمن صاحب کہتے ہیں جس طرح مادہ تباہ ہو سکتا ہے اسی طرح قوت بھی تباہ ہو سکتی ہے جو اس میں سے نکلتی ہے" (ارتقاء قوت ص ۱۶) پس سائنس کے دو عالمگیر قوانین (کانسٹرکشن آف انرجی) اور (کانسٹرکشن آف ماس) کا دیوالیہ لنگل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اتحاد اور مادیت کا جنازہ سائنس دانوں نے خود ہی نکال دیا۔

علم الارض کے انکشافات نے جیسا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ مذہبی دنیا میں قیامت برپا کر دی تھی۔ لیکن اب علم الارض کے باہر بیانگے بل پکار پکار کے مذہب کی تصدیق کر رہے ہیں مثلاً برٹش ایسوسی ایشن کے

Duncan & Le Bon
New Knowledge. Lecture 4 force
Haldane & Driesch
J. A. Thomson.

صیغہ علم الارض کے جلسہ کے پریذیڈنٹ
پروفیسر ڈبلیو۔ ای۔ پارکس صاحب
اپنی افتتاحیہ تقریر میں یوں رطب اللسان

تعلق تھا اور نہ ہی اس کے اور نہ ہی سائنس کی ترقی
سمیحت کے راستہ میں جا رہی تھی کہ سائنس
اور سمیحت کی بنیادوں پر نظر کریں تو یہ فرق
واضح ہو جاتا ہے۔ وہ بنیادیں کیا ہیں؟

فصل دوم۔ اساس سائنس و سمیحت

اب لازم ہے کہ ہم سائنس اور سمیحت کی بنیادوں
پر غور کر کے ان سوالات کا جواب دیں کہ سائنس
کیا ہے؟ اور اس کا تعلق کن شیاؤں سے ہے؟
اور کتاب مقدس کا مقصد کیا ہے۔ اور اس کا
تعلق کس شے سے ہے۔ اور وہ ہم کو کیوں عنایت
ہوئی ہے؟ کیا دونوں میں کوئی رشتہ ہے اگر ہے
تو کس قسم کا ہے؟

سائنس کیا ہے؟ سائنس کا تعلق مشاہدہ

اور تجربہ سے ہے۔ سائنس ان اشیا کو جو ذریعہ
حواس خمسہ ہمارے مشاہدہ اور تجربہ میں آتی ہیں
ترتیب دیتی ہے۔ اور ان کے قوانین کو ہم ظاہر
کرتی ہے۔ پس یہ مشاہدہ جو ہم اپنے حواس سے محسوس
کر سکتے ہیں۔ سائنس کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔
اور وہ اشیا جو ہم اس طرح محسوس نہیں کر سکتے
سائنس کی موجودہ حدود سے خارج ہیں مثلاً

زمین کا ذریعوں مرتبہ بائبل میں آیا ہے لیکن
علم الارض کا ایک قانون بھی ان میں ملتا۔ اسی طرح
سورج۔ چاند اور ستاروں کا ذکر ہے لیکن
علم النجوم کے قوانین کتاب مقدس میں نہیں ملے۔

اقوام کی تاریخ ہے لیکن علم التواریخ کے قوانین
کہیں نہیں ملے گا ذکر بائبل شریف میں لکھوں
جگہ ہے لیکن اس کے ورق چھان مارو پیدائش
سے مکاشفات تک پڑھو کہیں بھی علم النفس

کے قوانین نہیں ملینگے زندگی اور حیات کا ذکر
سینکڑوں مرتبہ انجیل جلیل میں آیا ہے لیکن
علم الہیات کے قوانین کا ذکر اس میں نہیں پایا جاتا

اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا سبب
ہے کہ سائنس اور کتاب مقدس ان اشیا کو
ایک ہی نقطہ عیال سے نہیں دیکھتیں سائنس

کا پہلو اور ہے۔ بائبل شریف کا پہلو اور ہے۔
سائنس ان اشیا پر اس لئے غور کرتی ہے
کہ ان میں تیب نظام دے کر ان کے آئین اور

قوانین دریافت کرے۔ لیکن کتاب مقدس
کا نقطہ خیال یہ نہیں۔ کتاب مقدس ہر شے
میں خدا کا جلال اور اس کی عظمت و جوت

دکھاتی ہے۔ ہر شے میں خواہ اجرام فلکی ہوں
خواہ ارضی خدا کا ظہور دکھاتی ہے اختصار کی
خاطر مثال کے طور پر ہم صرف اجرام فلکی کو لیں۔
علم النجوم سیاروں کی حرکت کا مشاہدہ کرتا ہے
اس علم کا ایک قانون یہ ہے کہ سیارے آفتاب کے
گرد چکر لگاتے ہیں اور قانون کی بنیاد پر چنڈ اور
قوانین مرتب ہیں۔ مثلاً زمین کے اپنے گرد گھومنے
سے دن اور رات بنتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔
لیکن کتاب مقدس ان اجرام فلکی پر بالکل اور
ایسی پہلو سے نظر کرتی ہے۔ آسمان خدا کا
جلال بیان کرتے ہیں۔ اور فضا اس کی شنگاری
دکھلاتی ہے۔ ایک دن دوسرے دن سے باتیں
کرتا ہے۔ اور ایک ات دوسری رات کو مفرشت
بخشتی ہے۔ ان کی کوئی لغت اور زبان نہیں
ان کی آواز سنی نہیں جاتی۔ پر ساری زمین
میں ان کی تارگوں جی ہے اور دیکھ کے کناروں
تک ان کا کلام پہنچا ہے۔ ان میں اس لئے آفتاب
کے لئے خیمہ کھڑا کیا ہے جو اپنے کی مانند خلوت
خانے سے نکل آئے ہے۔ اور پہلو ان کی طرح میدان
میں دوڑنے سے خوش ہوتا ہے فضا کے کنارے
سے اس کی آمد ہے۔ اور اس کی گردش ان
کے دوسرے کنارے تک ہوتی ہے (زمین پر)

خداوند کے لئے گائے ساری سرزمین خداوند
 کے لئے گاؤں اور اس کے نام کو مبارک کہو... سارے سیلے۔ میوہ دار درخت اور سارے
 کیونکہ خداوند بزرگ ہے اور نہایت ستائش دیو دار جنگی جانور اور سارے مویشی کیڑے
 کے لائق ہے... آسمانوں کا بننا والا خداوند کوڑے اور پرندے۔ شایان زمین اور ساری
 ہے عظیم اور جہت اس کے آگے ہیں۔ تو ان آسمانیں... خداوند کے نام کی ستائش
 اور جمال اس کے مقدس میں ہیں... آسمان کریں کہ اس کا نام اکیلا عالیشان ہے اسی کا جمال
 خوشی کریں اور زمین شادیاں بجا سے سمندر زمین اور آسمان پر پھیلا ہے (مرمور ۱۱)
 اور اس کی ساری معموری شور کریں۔ میدان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب
 اس سب سمیت جو ان میں ہے باغ باغ مقدس ان قدرتی اشیا سورج۔ چاند ستارے
 ہوویں۔ بن کے سارے درخت پہلے وہیں آسمان۔ زمین۔ پہاڑ۔ وریاگ۔ برف۔
 خداوند کے آگے کیونکہ وہ آتا ہے (مرمور ۹۹) آندھی۔ نباتات۔ مویشی پرندے کیڑے
 خداوند کی ستائش کرو۔ آسمانوں پر سے کوڑے وغیرہ کو سائنس کے نقطہ خیال سے نہیں
 اور اے چاند اس کی ستائش کرو۔ اے سورج دیکھتی۔ لیکن ہر شے میں خدا کا جلوہ اور
 پانی جو آسمانوں کے اوپر ہوا اس کی ستائش اس کی قدرت میں بھی خدا ہی کا ظہور ہے اس نے
 کرو۔ وہ خداوند کے نام کی ستائش کریں ایک تقدیر مقرر کی جوئل نہیں سکتی (مرمور ۱۱)
 کہ اس نے حکم دیا اور وہ موجود ہو گئے اس میں اس نے میدان کے لئے ایک قانون کیا اور
 نے ان کو ابھی پائنداری بخشی۔ اس نے ایک تقدیر برق اور عدد کے لئے ایک اہ ٹھہرائی (الوب
 مقرر کی جوئل نہیں سکتی۔ اے تینوں اور اے آسمانیں ہم کو بتاتی ہے کہ دنیا کی خلقت
 گہرا زمین پر سے خداوند کی ستائش کرو کس طرح ہوئی۔ کتاب مقدس ہم کو بتاتی
 آگ اور اے۔ برف اور بخار اور زور کی ہے کہ دنیا کس نے خلق کی۔ خدا نے آسمان

وزمین کو پیدا کیا۔ (سائنس کی آیت) پس ہم کو اس میں سائنس کے نتائج ہرگز نہیں
 کا مدعا یہ نہیں کہ خلقت کا طریقہ ہم پر ظاہر ہے ڈھونڈنے چاہئیں۔ سائنس کا نقطہ خیال
 اس کا مقصد ہے کہ خالق کو ہم پر ظاہر کرے پیدا کرنے کی کتاب کے نقطہ خیال سے مختلف ہے
 اور یہ ثابت کرے کہ خلقت کا ہر ایک حصہ نے ہم کو ان مختلف پہلوؤں میں ہمیشہ تیار کرنا
 خلق کیا ہے۔ کہ آسمان اور زمین اجالا اور چاہئے۔ سائنس بیرونی اشیا کی نسبت یہ
 فضا سمندر اور خشکی۔ نباتات اور جمادات سوال کرتی ہے کہ بیرونی اشیا کس طرح
 آفتاب اور ماہتاب۔ دن اور رات۔ انسان کہاں اور کب وجود میں آئیں ان سوالات
 اور حیوان چرند سے اور پرندے وغیرہ تمام کا تعلق تجربہ مشاہدہ اور حواس خمسہ سے
 خدا ہی نے پیدا کئے ہیں۔ اس کتاب میں ہر ہے۔ لیکن کتاب مقدس کے سوالات مختلف
 جگہ خدا ہی کا ذکر ہے خلقت کی ابتدا خدا ہے ہیں۔ بیرونی اشیا کیوں وجود میں آئیں
 خلقت کی ابتدا خدا ہے۔ سب اشیا کی علت اور ان کا پیدا اور انتہا۔ اول اور
 خدا ہے۔ ہر شے میں خدا ہی کا ظہور ہے اور خدا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ان سوالات
 ہر چیز میں اسی کا ماتھ دکھائی دیتا ہے۔ کا تعلق حواس خمسہ اور مشاہدہ سے نہیں
 ہمیں اس واضح حقیقت کو ہمیشہ مد نظر رکھنا یہ سوالات سائنس کے سوالات سے زیادہ
 چاہئے کہ پیدا کرنے کی کتاب سائنس کی کتاب عمیق ہیں۔ سائنس ان کی تہ کو نہ پہنچ سکتی
 نہیں ہے۔ کتاب مقدس ہم کو سائنس کی باتیں ہے اور نہ ہی پہنچا چاہتی ہے۔ لیکن اگر ہم اشیا
 سکھانے کا کہیں دعویٰ نہیں کرتی بعض اشیا کی حقیقت کو کامل طور پر سمجھنا چاہیں تو ضروری
 کا خیال ہے کہ پیدا کرنے کی کتاب میں ہم کو ہے کہ ہم دونوں پہلو جانیں یعنی ہم نہ صرف
 سائنس کا علم ملنا چاہئے لیکن کتاب مقدس یہ جانیں کہ اشیا کس طرح وجود میں آئیں
 ایسے خیالات کی نہ ہی مویہ ہے۔ اور نہ ہی لیکن یہ بھی کہ کس نے خلق کیں۔ پس دونوں
 ہم کو اس میں سائنس کے نتائج دیئے گئے ہیں۔ سوالات ایک دوسرے کے متضاد نہیں بلکہ

ایک دوسرے کو کامل کرتے ہیں سائنس کے جوابات سے خلقت کی نسبت اور کتاب مقدس خالق
بغیر کتاب مقدس کے جوابات کے غیر مکمل اور کی نسبت سیکھ سکتے ہیں سائنس اپنی جگہ پرستی
اور دوسرے رہ جاتے ہیں۔ پس وہ شخص جو یہ پر ہے اور کتاب مقدس اسی راستی کو دوسرے
دعویٰ کرتا ہے کہ سائنس اور پیدائش کی کتاب پہلو سے ہم پر ظاہر کرتی ہے۔ اور ایک دوسرے
میں تناقض ہے۔ سائنس کے مقصد اور پیدائش کی تفسیر نہیں کرتی۔ کتاب مقدس سائنس
کی کتاب کے مدعا سے بالکل بے بہرہ ہے جیسا کو کاذب نہیں ٹھہراتی۔ اور نہ ہی سائنس
اور ذکر ہو چکا ہے۔ سائنس کا پہلو اور پس بائبل شریف کی تردید کرتی ہے۔ ایک استدلال
کتاب مقدس کا پہلو اور ہے۔ اور ایک پہلو دوسرے پہلو کے بغیر نامکمل ہے اور دونوں
پہلو ملکر مشیاء کی حقیقت کو ہم پر خوبی واضح کر دیتے ہیں پس جب دونوں پہلو ایک دوسرے سے مختلف
ہیں تو سائنس اور پیدائش کی کتاب میں تضاد کہتا ہے کیا خوب کہا ہے۔ درحقیقت سائنس
کہاں رہا۔ تضاد و ثوب ہو جب پیدائش کی کتاب کا اور سائنس کا نقطہ خیال ایک ہی
ہو لیکن جہاں نقطہ خیال ایک نہیں وہاں تضاد اور نقص کی گنجائش نہیں۔ پس جب
سائنس کا نقطہ خیال کتاب مقدس کے نقطہ خیال سے کیلئے مختلف ہے اور ان
میں تناقض نہ رہا۔ تو ہم سائنس کے نتائج اور کتاب مقدس دونوں کو مان سکتے ہیں
ہم علم الارض۔ علم النجوم۔ علم الطبعیات وغیرہ سے علم نہیں ماننا کہ اس میں کتاب مقدس

خیالات پاسے نہیں جاتے۔ ہم اس بات کو ہمیشہ نظر رکھیں کہ ان کا اختلاف دراصل اختلاف نقطہ خیال ہے۔ لہذا ان میں کوئی تناقض یا تضاد نہیں۔ اور چونکہ ان میں حقیقت ناقص نہیں۔ ان میں مطابقت دکھانا تصدیق اور
اور سعی رائگاں ہے۔ کیا ہمارا ایمان اس قدر کمزور ہے کہ خداوند مسیح اور اس کی بائبل پر
بغیر سائنس کے سہا سے قائم نہیں رہ سکتا جو صاحبان ایسا کرتے ہیں وہ گو یا تبول کر
لیتے ہیں کہ سائنس کے ثبوت روح القدس کی شہادت کے مقابلہ میں زیادہ قوی اور مضبوط
ہی جب کوئی سائنس ان بائبل شریف کی تایید میں چند کلمات زبان سے نکال دیتا ہے
تو وہ اس کے اقوال ہر وعظ اور تقریر میں گئے جوش و خروش سے پڑھ سنا رہے ہیں۔ سائنس
اور بائبل میں مطابقت دکھانے کا جنور ایسا زبردست ہوتا ہے کہ وہ کتاب مقدس کے
الفاظ اور معانی کو تر و مروڑ کر کسی طرح اپنا مطلب نکال لیتے ہیں لیکن ایسا کرنے
سے بائبل شریف کی آیات پر جبر عظیم کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کا اصلی مفہوم مفقود ہو جاتا ہے
چند ایام ہوئے۔ میرے ہاتھ میں ایک کتابانی جس کے مصنف کا یہ مقصد تھا کہ بائبل شریف سے ثابت کرے کہ زمین گول ہے۔ اس
غرض سے اس نے زبور میں کوئی مشرق مغرب سے جتنا دوسرے اسی دو کتاب اس نے کہا
خطاؤں کو ہم سے جدا کر دیا۔ اس کا طریقہ استدلال یہ تھا کہ کلام اللہ کو یہاں سب
بڑا حاصلہ جتنا منظور تھا اور صرف ایک لڑہ ہی میں یہ شرط پوری ہو سکتی تھی۔ اس لئے یہ
الفاظ الہام کے ذریعہ مزبور نویس کے دل میں ڈالے گئے تھے۔ اس دلیل میں نہ صرف خلق
ہی غام ہے بلکہ ایک نہایت اعلیٰ شہین خوش گوار اور تسلی بخش آیت کا اصل مفہوم
زایل کر دیا گیا ہے۔ تمام دلائل جن کا مقصد بائبل شریف اور سائنس میں مطابقت
دکھانا ہے۔ ایسی ہی باطل اور لائی ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ کتاب مقدس اور
سائنس میں مطابقت دکھانے کی مطلقاً ضرورت نہیں۔ دونوں کا نفس مضمون
مختلف ہے۔ سائنس کا مقصد اور ہے کتاب مقدس کا مقصد اور۔ اور ان

مقاصد کا آپس میں کچھ تعلق نہیں سائنس کے سوالات کا جواب کتاب مقدس میں نہیں مل سکتا اور کتاب مقدس کے سوالات کو سائنس حل کرنے سے قاصر ہے۔ سائنس صدیوں سے برابر ترقی کرتا چلا آتا ہے لیکن وہ مسیحیت کی بنیاد نہ ہلا سکا۔ اس لئے کہ جس شے پر مسیحیت کی بنیاد ہے وہ سائنس کی دسترس سے باہر ہے۔ مسیحیت غیر محدود کے محسوس کرنے کی قوت کا نام ہے۔ سائنس محدود ہے اور اس سے معرفت ممکن نہیں۔ عقل خود محدود ہے اور سائنس جس کی بنیاد اس پر ہے اور بھی محدود ہے اسے غیر محدود کا علم یا معرفت کیسے ہو سکتی ہے وہ مادی کے نگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس کا تعلق دینی مشاہد سے ہے۔ بائبل شریف کا تعلق اندرونی تجربہ سے ہے۔ سائنس عالم امکان کی اشیاء کے قوانین کو مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ سے مرتب کرتی ہے لیکن کتاب مقدس اس عالم صورت میں واجب الوجود کی شان اور اس کا جلال کیجی ہے۔ پس سائنس اور بائبل شریف میں حقیقت

فصل سوم

انتیاریا میں سائنس و مسیحیت اور اہل علم کے خیالات اس امتیاز کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے مسیحیت کے مادیوں نے اہل سائنس سے بار بار شکست کھائی۔ لیکن اس نظر اندازی کی وجہ بے خبری اور لاعلمی تھی جیسا کہ پورے جب بدعت الحاد اور زندگی کا الزام لگایا گیا تو اس نے اپنی معذرت میں ایک طویل خط لکھا جس میں اس نے یہ ظاہر کیا کہ کتب مقدسہ کے نازل ہونے کا یہ منشا نہیں ہے کہ علمی مسائل میں ان سے سندی جائے بلکہ ان کا مقصد انسان کی اخلاقی رہبری اور نجات کا راستہ دکھانا ہے۔ اسی طرح ہر وہ حکیم نے بھی اپنی کتاب میں اس بات پر

زور دیا تھا کہ اہل کتاب کا مقصد سائنس کی تعلیم ہرگز نہیں ہے بلکہ اسے محض اخلاق کی ہدایت مقصود ہے۔ انا جیل مقدسہ بیت طبیعیات کے مسائل کے متعلق ذریعہ استناد کے نتائج دھونڈیں۔ بلکہ اس لئے کہ ہم نہیں ہو سکتیں۔ قرون وسطیٰ میں ایک مستند روحانی حقائق دیکھیں اور اپنی خراب گویاں عالم بطرس لمبارڈ نے یوں لکھا ہے انسان کو سدھاریں۔

انگلستان کے مشہور معروف سائنس دان کپتے صاحب نے بتائے ہیں ہم ان دنوں میں بہت سنتے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں تناقض اور تضاد ہے لیکن یہ سچ پوچھو تو یہ تناقض محض من گھڑت ہے اور ایک طرف ان تنگ خیال مذہب کے دلدلوں کی ایجاد ہے جو سائنس کی شاخ علم الہی اور مذہب میں تمیز نہیں کر سکتے اور دوسری طرف ان کوتاہ بین سائنس دانوں سے مخصوص ہے جو یہ بھول جاتے ہیں کہ سائنس کا موضوع صرف وہی اشیاء ہو سکتی ہیں جو ادراک اور فہم میں بخوبی آ سکیں اور ان حدود کے باہر سائنس اور ادراک اور فکر کا تعلق نہیں بلکہ خیال امیڈ حقائق کو کتاب مقدس میں ابہام کر سکتا تھا اور جہالت کا تعلق ہے۔۔۔ مسیح

کارڈنیل نیولین صاحب لکھتے ہیں۔ علم الہی اور سائنس کے حدود علیحدہ ہیں پس ہم دونوں سے بیرونی عالم کی نسبت سیکھ سکتے ہیں تو اگر مطلق سائنس کے حقائق کو کتاب مقدس میں ابہام کر سکتا تھا اور جہالت کا تعلق ہے۔۔۔ مسیح

پیشتر آٹھ سو سال عبرانی نبیوں نے بت پست
اور مشرک دنیا میں ایسے مذہب کی تلقین
کی جو اسطرح کے فلسفہ اور فیدس کی صنعت
کاری کی مانند عجیب ہے اور خداوند تجھ سے اور
کیا چاہتا ہے مگر یہ کہ تو انصاف کرے اور حرم
دنی کو پیار کرے اور اپنے خدا کے ساتھ فردنی
سے چلے (میکاہ ۱۷) اگر کوئی نام نہاد مذہب
میکاہ کی اس خوبصورت آیت کی قدر کو گھٹانے
کی کوشش کرے تو اس پر جبر کرنا ہے...
اور نہ ہی سائنس اس آیت کے مفہوم کو
رو کر سکتی ہے... لیکن اگر کوئی عالم میکاہ
سے پوچھتا کہ کیا خدا بھی چاہتا ہے کہ ہم پریشانی
کی کتاب پر لفظ بلفظ ایمان رکھیں تو نہایت
اعجاب ہے کہ نبی کا عصا اس عالم کے سر سے
واقفیت پیدا کرتا "د سائنس اور عبرانی روایا
مصنف کہتے ص ۱۶۰-۱۶۱

دور حاضر میں ڈاکٹر جے۔ اے۔ سائنس
صاحب اہل سائنس میں ممتاز شخصیت رکھتے
ہیں۔ وہ اپنی جدید کتاب "سائنس اور مذہب"
میں فرماتے ہیں کہ "سائنس ظاہری اشیاء کو
بالتفصیل بیان کرتی ہے۔ پر مسیحیت ان

اور یکن باوجود اس کے بائبل شریف کے چند
نادان دوست اس کوشش میں لگے رہے ہیں
کہ سائنس کے مقدمات اور کتاب مقدس
کے بیانات میں مطابقت کر دکھائیں جس کا نتیجہ
بعض اوقات نہایت مضحکہ خیز ہوتا ہے۔
پس ہمیں لازم ہے کہ ہم ہمیشہ کتاب
مقدس اور سائنس کے نقطہ خیال میں
تیز کریں۔ اگر ہم اس اختلاف پہلو کو مدنظر
رکھیں تو ہم سائنس کے مقدمات کو بھی مان
سکتے ہیں۔ اور کتاب مقدس کے بیانات پر
بھی ایمان رکھ سکتے ہیں۔ بائبل شریف
کہیں سائنس کے قوانین اور حقائق بیان
کرنا دعویٰ نہیں کرتی۔ پس ہم کون ہیں کہ
کتاب مقدس کو حکم کریں کہ ہم کو سائنس
کے اصول کی تعلیم دے۔ ورنہ ہم تجھ پر ایمان
نہیں رکھینگے کیا خداوند پر ایمان لانے کے
لئے سائنس کا سہارا لازمی ہے؟ کیا
بائبل شریف کہیں بھی اپنی صداقت اور صحت
کی بنیاد سائنس کے اصول پر قائم کرتی
ہے؟ اگر نہیں تو ہمیں کیا حق ہے کہ ہم الہامی
کتب میں سائنس کے انکشافات کو ڈھونڈ

اور ان سے نجات کے علاوہ دیگر امور کی نسبت
خبر طلب کریں خدا نے انسان کو عقل عطا کی ہے
کہ وہ اس کے ذریعہ ان امور کی نسبت علم حاصل
کرے پس وہ مافوق العادت ذرائع سے
ان کا علم ہم کو عطا نہیں کرتا۔ کتب مقدسہ
اس مقصد کے لئے الہام نہیں گئی ہیں کہ انسانی
عقل و نبوی علوم کی تلاش و تجسس کی
تکلیف سے آزاد ہو جائے۔ بلکہ ان کے الہام
کا مقصد یہ ہے کہ نبی نوع انسان گناہ کے
پنجہ سے آزاد ہو کر "ابدی نجات" حاصل کریں۔

نتیجہ

اگر ہم اس اختلاف پہلو کو مدنظر رکھیں
تو کتاب مقدس اور سائنس میں تضاد اور
تناقض کی گنجائش نہیں رہتی۔ سائنس ہم کو
ایک نقطہ خیال سے تعلیم دیتی ہے اور بائبل
دوسرے نقطہ خیال سے اور دونوں پہلوؤں
میں بعد المشتربین ہے۔ لہذا مسیحیوں کو سائنس
سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر زمین گردش
کرتی ہے تو اور اگر آسمان پھرتا ہے تو مسیحیت
کو اس سے کیا تعلق؟ اگر کوئی نیا ستارہ دنیا

ہو تو ہماری نجات پر اس کا کیا اثر اگر زمین
 کے اندر سے نئے آثار نکلیں جن سے دنیا اور
 انسان کی قدامت پر روشنی پڑے تو یحییٰ
 کو اس سے ڈرنے کی کیا وجہ؟ اگر کشش
 ثقل نے سائنس میں انقلاب پیدا کیا تو
 بہت مبارک۔ مسیحی اس سے کیوں خائف
 ہوں اور کلیسیا اس سے کیوں گھبرائے
 پس خواہ سائنس کہے کہ سورج زمین کے
 گرد گھومتا ہے یا زمین سورج کے گرد گھومتی
 ہے۔ خواہ سائنس کا تازہ ترین نظریہ مانا
 جائے جس کے مطابق یہ دونوں باتیں صحیح
 ہو سکتی ہیں۔ کتاب مقدس کو اس سے
 کوئی علاقہ نہیں خواہ سائنس مسئلہ ارتقا

کی تعلیم دے خواہ سائنس دان چند صدیوں
 بعد کوئی اور نظریہ پیش کریں۔ بائبل شریف
 کا ان امور کے ساتھ کوئی واسطہ اور تعلق
 نہیں سائنس کے نظریہ تغیر پذیر ہیں لیکن
 خدا کا کلام لا تبدیل اور ابدی ہے۔ اگر ہم
 اپنے ایمان کی بنیاد سائنس پر قائم کرینگے
 تو ہم اس پر قوف آدمی کی مانند ہونگے
 جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا اور مینہ برسا اور
 پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اس گھر
 کو صدمہ پہنچا یا آدروہ گر گیا اور بالکل برباد
 ہو گیا۔ لیکن اگر ہمارا ایمان مسیح کی
 چٹان پر ہے تو معرض خطر میں نہ ہوگا



سلسلہ تبلیغ و سپر علیسوی

جس طرح زمانہ کارِ رخ بدلتا جاتا ہے۔ غیر مسیحی حملوں کا طرز انداز بھی بدلتا جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت لاحق ہوئی کہ ان کی نئے طور پر مدافعت بھی کی جائے اور نئے آلاتِ حرب کا استعمال کیا جائے جو جارحانہ اور مدافعانہ ہوں لہذا یہ سلسلہ تبلیغ و سپر علیسوی اسی مقصد کو انجام دینے کے لئے شروع کیا گیا ہے تاکہ ہندوستانی مسیحی "شرارت" کی روحانی افواج کا مقابلہ کر سکیں اور ایمان کی سپر اور "روح کی تلوار" سے "خداوند اور اسکی قدرت کے زور میں مضبوط ہو کر" ابلیس کے منصوبوں کے مقابلے میں قائم رہیں۔

مجوزہ کتب سلسلہ تبلیغ و سپر علیسوی

ذیل میں زیر تجویز کتب کی فہرست دی جاتی ہے۔ باقی کتب کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

(۱) مسیحیت و سائنس

(۲) سائنس اور معجزاتِ مسیح۔

(۳) خداوند مسیح کی اعجازی پیدائش۔

(۴) کتاب مقدس اور ادعائے محمد

(۵) فلسفہ مسیحیت۔

المعلن

برکت اللہ